رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — Regd. No. L. 5254

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱/

یوم: یکشنبہ * ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹	۱۰ وفا ۱۳۳۴ ہش * ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء	نمبر ۱۶۴

آئندہ دستور کے متعلق متحدہ محاذ نے ایک چودہ نکاتی پروگرام وضع کرلیا

مری ۹ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مشرقی بنگال کے متحدہ محاذ نے پاکستان کے آئندہ دستور کے متعلق ایک چودہ نکاتی پروگرام وضع کیا ہے، اسی کی روشنی میں وہ دیگر سیاسی پارٹیوں سے گفت و شنید کر رہی ہے ۔—— باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ اس پروگرام میں جمہوریت اور علاقائی خودمختاری کو خاص حیثیت حاصل ہے۔ متحدہ محاذ کے ارکان اس امر پر مصر ہیں کہ مرکزی وزارت کی از سرنو تشکیل سے پہلے دستوری مسائل کے بعض بنیادی امور پر مفاہمت ضروری ہے۔

ہر سچے مسلمان اور احمدی کا فرض ہے کہ وہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے ہر ممکن کوشش کرے

اپنے اندر یہ عزم پیدا کرو کہ ہم نے دنیا کی سب زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے ہیں اور جگہ جگہ مساجد تعمیر کرنی ہیں

ہالینڈ کے نومسلم دوستوں سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب

ربوہ ۹ جولائی - مکرم پرائیویٹ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خط مورخہ ۱/۷/۵۵ میں تحریر فرماتے ہیں:-

ڈین ہیگ یکم جولائی ۱۹۵۵ء

مورخہ ۲۹ جون ۱۹۵۵ء کو ۸ بجے شب ہالینڈ کی جماعت احمدیہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں ایک دعوت استقبالیہ دی۔ حضور اس روز ہمبرگ سے واپس تشریف لائے تھے۔ باوجود سفر کی کوفت کے حضور دعوت پر تشریف لے گئے۔ مقامی جماعت نے اس تقریب پر ڈیڑھ صد کے قریب مقامی معززین کو مدعو کیا ہوا تھا۔ حضور نے اس موقعہ پر ایک پر معارف تقریر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریب ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔ مقامی اخبارات میں اس تقریب کی روئیداد اور تصاویر شائع ہوئیں۔

تقریب کے آغاز میں ایک نومسلم دوست مسٹر Uly... (جن کا اسلامی نام عبد اللطیف ہے) حضور اقدس کی تشریف آوری پر حضور کا شکریہ ادا کیا اور مقامی جماعت کی طرف سے خوشی اور عقیدت کے جذبات کا اظہار کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی ہے۔ کہ حضور نے ہماری طرف بھی توجہ فرمائی اور ہمیں حضور کی راہنمائی میں اتنی دور ہالینڈ میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ حضور کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ کہ حضور نے نہ صرف یہاں مشن قائم فرمایا۔ بلکہ قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ بھی شائع کرا دیا۔ جس کی بدولت ہمارے لئے اسلام کی اصل روح کو سمجھنا آسان ہو گیا۔ پھر حضور نے ہیگ میں مسجد تعمیر کروا کر ہم پر مزید احسان فرمایا۔ ہمارے قلوب جذبات تشکر سے لبریز ہیں۔ ہم اپنے پاس الفاظ نہیں پاتے۔ جن سے حضور کا شکریہ ادا کر سکیں۔ ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے تا حضور کی راہنمائی میں اکناف عالم میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا جو عظیم الشان کام شروع ہے وہ جاری رہے ——— اس کے بعد ہماری ایک ڈچ نومسلم بہن ناصرہ نے تقریر کی۔ اور حضور کے ساتھ اپنی عقیدت و اخلاص کا اظہار کیا

حضور ایدہ اللہ کی تقریر۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر انگریزی میں ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ حضور نے ہالینڈ کے نومسلموں سے خطاب کرتے ہوئے۔ فرمایا۔ ہم سب ایک ہی خدا کے بندے ہیں۔ اسلئے جو نیک کام ہمارے دوسرے بھائی کرتے ہیں۔ وہ ہم بھی کر سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ہالینڈ کے احمدیوں کو اس بات کا حریص ہونا چاہیئے کہ وہ اخلاص اور قربانی میں کسی لحاظ سے بھی اپنے پاکستانی بھائیوں سے پیچھے نہ رہیں۔

حضور نے ہالینڈ میں تعمیر مسجد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا یہ مسجد پاکستان کی احمدی مستورات کے چندہ سے بنائی گئی ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ ہالینڈ میں اللہ تعالیٰ نے متعدد خواتین کو بھی قبول اسلام کی توفیق عطا فرمائی ہے اور وہ سب بہت مخلص ہیں ——— حضور نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ ہمیں محض اسباب پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم نے ڈچ زبان میں یا بعض اور زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم شائع کئے ہیں۔ اور ہیگ میں مسجد تعمیر کی ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر ہم اپنی ان ذمہ داریوں پر نظر ڈالیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر عائد کی ہیں تو ہمیں اپنی ان حقیر کوششوں پر شرم محسوس ہوتی ہے۔ ہمارے خدا نے ہمارا یہ فرض قرار دیا ہے کہ ہم دنیا بھر میں اسلام کو پھیلائیں۔ دنیا کی سب زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کریں۔ اور ہر ملک اور ہر علاقہ میں جگہ جگہ مساجد تعمیر کریں۔ اگر ہم عیسائیوں کی ان کوششوں کو دیکھیں۔ جو وہ انجیل اور بائیبل کی اشاعت کے متعلق کر رہے ہیں۔ تو ہمیں محسوس ہوگا۔ کہ ان کے مقابلہ میں ہماری کوششوں اور قربانیوں کی مقدار بہت کم ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا۔ ہر سچے مسلمان اور احمدی کا فرض ہے کہ وہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ہر ممکن کوشش کرے۔ اور اس امر کو ہمیشہ مدنظر رکھے کہ خدائے واحد کے پیغام کو دنیا کے سب لوگوں تک پہنچانا اس کا مقصد اور نصب العین ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریب بہت کامیاب رہی یہاں کے اخبارات نے اس کی تصاویر شائع کیں اور مضامین لکھے۔

صحت آج حضور نماز جمعہ کے بعد مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ صحت کے متعلق دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا:-

"ویسے تو صحت بہتر ہے۔ مگر جب کام زیادہ کروں یا بولنا پڑے۔ تو پھر طبیعت کچھ خراب ہو جاتی ہے اور چکر آنے لگتے ہیں۔ ویسے عموماً صحت اچھی رہتی ہے۔" (پرائیویٹ سکرٹری)

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

مسٹر حسین شہید سہروردی کے وزیراعظم بننے کا امکان؟

کراچی ۸ جولائی۔ باخبر حلقوں نے رائے ظاہر کی ہے۔ کہ مرکز میں مخلوط وزارت کے قیام کا فیصلہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد کی لنڈن سے واپسی کے بعد ہی ہو سکے گا۔ ادھر ملک کی تینوں بڑی سیاسی جماعتیں۔ مسلم لیگ۔ جناح عوامی لیگ اور متحدہ محاذ پارٹی مرکز میں مستحکم مخلوط وزارت بنانے کی کوشش کر رہی ہیں۔

ان حلقوں کے نزدیک متوقع مخلوط وزارت میں وزیراعظم کے منصب کے لئے مرکزی وزیر قانون مسٹر حسین شہید سہروردی کے امکانات بڑے روشن ہیں۔ وزیراعظم پاکستان مسٹر محمد علی مری میں بڑی سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ متحدہ محاذ کے تعاون سے مرکز میں مخلوط وزارت قائم کی جائے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء

ازدواج

شادی اہلی زندگی کی بنیاد ہے۔ جب سے دنیا بنی ہے۔ بنی نوع انسان خواہ مذہب کے زیر اثر یا اپنے خاص معاشرہ کے رسم ورواج کے مطابق عورت اور مرد باہم شادی کرتے آئے ہیں۔ مختلف اقوام میں اس تعلق کو پائیدار اور اہلی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف طریقے رائج ہیں۔

اس کی ضرورت واضح ہے شادی کے بعد انسان پر نہ صرف ایک دوسرے کے تعلق میں ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ بلکہ چونکہ شادی کے نتیجہ میں اولاد کا پیدا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور ایک نئے خاندان کی بنیاد پڑتی ہے۔ اس لئے میاں بیوی کے تعلقات کا استوار ہونا اس نئے خاندان کی بہبودی کے پیش نظر بھی ضروری ہے۔ اس لئے اکثر اقوام نے جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے مذہب کے زیر اثر یا معاشرہ کی ضروریات کے پیش نظر شادی کے متعلق بعض قوانین کی پابندی لازمی قرار دی ہے۔ ورنہ معاشرہ میں بدنظمی اور ابتری پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

اگر ہم وحشی اقوام سے لے کر مہذب ترین اقوام تک کے شادی کے قواعد و رسومات کا مطالعہ کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ جہاں تک میاں بیوی کے تعلقات کا تعلق ہے۔ ذرا ذرا سے عذر پر ان تعلقات کو منقطع کر دینے سے لے کر موت کے بعد بھی اس تعلق کے منقطع نہ ہونے تک کے رسم ورواج پائے جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں جہاں بعض قوانین میں طلاق کو نہایت فراخی سے استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ وہاں ایسی اقوام بھی ہیں۔ جن میں طلاق ناممکن ہے۔ پھر جہاں بعض اقوام میں مرد لاتعداد عورتوں کو اپنی بیویاں بنا سکتا ہے۔ وہاں بعض اقوام میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنا سخت جرم اور گناہ تصور کیا جاتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں ان دونوں مسائل میں مہذب اقوام نے اپنے اپنے اصولوں پر نظر ثانی کی ہے۔ مثلاً عیسائی مذہب کے مطابق سوائے بدچلنی کے کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا۔ اور ہندوازم میں میاں بیوی کا تعلق اتنا مقدس سمجھا جاتا ہے۔ کہ ایک بار شادی ہو جانے کے بعد موت سے بھی یہ تعلق منقطع نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو عورت خواہ نابالغی میں ہی بیوہ ہو جائے دوسری شادی نہیں کر سکتی۔ عیسائیت میں یہ پابندی تو نہیں ہے۔ مگر طلاق کو اتنا مشکل بنا دیا گیا ہے۔ کہ اس کی اجازت نہ ہونے کے برابر ہے۔ کیونکہ بدچلنی کا ثبوت بہم پہونچانا اکثر حالتوں میں ناممکن ہوتا ہے۔ البتہ جہاں ہندوؤں میں ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کی ممانعت نہیں ہے۔ وہاں عیسائیت میں دوسری شادی ناممکن ہے۔

ہندوازم اور عیسائیت کی ان پابندیوں کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ خود بھارت میں اور عیسائی ملکوں میں ان کے خلاف سخت عوامی احتجاج کے بعد حکومتوں کو طلاق اور تعدد ازدواج کے لئے قانون سازی کرنا پڑی ہے۔

تقسیم سے پہلے انگریزی راج میں سول میرج ایکٹ پاس کیا گیا تھا۔ اس کے رو سے دو مختلف مذہب کے افراد باہم شادی کر سکتے تھے۔ لیکن تقسیم کے بعد بھارت میں جو نیا سپیشل شادی ایکٹ پاس ہوا ہے۔ اس کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکثر فریقین خواہ ہندو ہی ہوں اس ایکٹ کے ماتحت شادی کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہفت روزہ ریاست میں ایک عورت کی طرف سے حسب ذیل سوال کیا گیا ہے۔

"میں شادی کرنے والی ہوں۔ آپ کی رائے میں مجھے پرانے سناتنی طریقہ سے شادی کرنا چاہیئے۔ یا کہ سول میرج ایکٹ کے مطابق کیونکہ سنا ہے۔ کہ آجکل لڑکیاں عام طور پر سول میرج ایکٹ کے مطابق شادیاں کرا رہی ہیں (مس کنول ساہنی لدھیانہ)

اگر تو آپ کچھ عرصہ کے بعد طلاق لینا چاہتی ہیں۔ تو سول میرج ایکٹ مفید ہو گا۔ اور اگر آپ آئندہ تمام زندگی اپنے شوہر کے سپرد کرنا چاہتی ہیں۔ تو سناتنی طریقہ سے شادی کرائیے" (ایڈیٹر ریاست)

(ریاست ۴ جولائی ۱۹۵۵ء)

ایک دوسری جگہ "ریاست" کے اسی پرچہ میں ادارتی نوٹ میں ہے۔ کہ

"دہلی میں کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب کہ شادی کے کئی امیدوار دہلی کی عدالت میں نہ جاتے ہوں۔ اور یہ واقعہ بے حد عجیب ہے۔ کہ جن لڑکوں اور لڑکیوں کے والدین شادی پر رضامند نہ ہوں۔ ان کو ان شادیوں کا علم تب ہوتا ہے۔ جب شادی کے بعد دولہا اور دلہن اپنے جیب میں شادی کا سرٹیفکیٹ لئے گھر پہنچ جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر لڑکے کی عمر اکیس برس اور لڑکی کی اٹھارہ برس سے کم نہ ہو۔ تو قانون کے مطابق یہ جوڑا اپنے والدین کی مرضی کے بغیر بھی شادی کرا سکتا ہے"

(ریاست دہلی ۴ جولائی ۱۹۵۵ء)

یورپ میں اگرچہ تعدد ازدواج کے متعلق ابھی غور وفکر ہو ہی رہا ہے۔ مگر طلاق کا مسئلہ اتنا وسعت اختیار کر چکا ہے۔ کہ وہاں بجائے مفید ہونے کے سخت تکلیف کا باعث ہو رہا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر طلاق کی درخواستیں دے دی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ عدالتوں کو اسکے سوا اب کوئی اور کام ہی نہیں رہا۔

ان باتوں سے ہم جو کچھ واضح کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اسلام نے ان مسائل کے متعلق جو اعتدال پسندانہ تعلیم دی ہے اگر اس کی پابندی کی جائے اور اس کی روشنی میں قوانین بنائے جائیں۔ تو طلاق اور تعدد ازدواج کے اصول اپنانے میں وہ خرابیاں نہ ہوں۔ جو ان ممالک میں پیدا ہو رہی ہیں۔ مثلاً اسلام میں طلاق پر جو پابندیاں لگائی گئی ہیں وہ نہ اتنی سخت ہیں کہ طلاق ناممکن ہو جائے۔ اور نہ اتنی آسان ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر طلاق ہو جایا کرے۔

آجکل بعض مسلمان خاصکر عورتیں اسلامی ممالک میں تعدد ازدواج کے خلاف آواز بلند کر رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ آواز اسلامی اصول کے خلاف نہیں۔ بلکہ اسلامی اصول کی خلاف ورزی کی وجہ سے معرض وجود میں آئی ہے۔ اگر مسلمان کہلانے والے ان پابندیوں کو پیش نظر رکھیں۔ جو تعدد ازدواج پر اسلام نے لگائی ہیں۔ تو شاذ ونادر ہی ایسے حالات رونما ہوں۔ جو تعدد ازدواج کے اصول کو ناقص ظاہر کرنے والے ہوں۔ تعدد ازدواج ہی نہیں جس کا مسلمانوں نے حلیہ بگاڑ رکھا ہے۔ بلکہ حق طلاق کو بھی ان حدود کے اندر نہیں رکھا گیا۔ جو اسلام نے اس پر عائد کی ہیں۔

گزشتہ زمانہ میں اگرچہ فقہاء نے اپنے اپنے زمانہ کے مطابق ان مسائل پر بہت کچھ کیس لاء تیار کیا ہے۔ مگر اب ضرورت ہے کہ اسلامی حکومتیں ان مسائل کی موجودہ حالات میں چھان بین کریں اور ان کے متعلق اسلامی قوانین کی توضیح اور تشریح کریں۔ تاکہ ایسے ممالک میں ان مسائل کے متعلق اسلامی اصول کی خلاف ورزیاں ختم ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ نے ازدواج کے متعلق جو اصول مقرر کیا ہے۔ اس کا صحیح مفہوم مسلمانوں میں رواج پائے ÷

سپاس تعزیت

حال ہی میں میری سات سالہ بچی شاہدہ نیردز کے قریباً ایک ماہ بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار رہ کر ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہونے کے سانحہ پر جناب مخدومی پرنسپل صاحب ممبران سٹاف اور طلباء اور دیگر بہت سے احباب نے جس مخلصانہ ہمدردی اور افسوس کا ملاقات اور خطوط کے ذریعہ اظہار کیا ہے۔ اس کے لئے میرا دل شکریہ کے جذبات سے لبریز ہے۔ ان کے زبانی وتحریری پیغامات تعزیت اس صدمہ جانکاہ میں میرے لئے بہت کچھ ڈھارس کا موجب ہیں۔ میں ان کا بہت ہی مشکور ہوں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزاء دے آمین۔ امید ہے کہ احباب کرام بچی کی روح کو جنت الفردوس میں ابدی راحت و قرار نصیب کرتے اور ہم پسماندگان کے لئے صبر جمیل اور نعم البدل کی دعائیں فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

اخوند محمد عبد القادر پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ

ولادت

بتاریخ ۶/۷/۵۵ بروز بدھ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک دعا ہے اللہ تعالےٰ نومولود کی پیدائش سلسلہ وخاندان کے لئے ہر جہت سے مبارک اور بابرکت کرے آمین

صلاح الدین احمد ناظم جائداد

درخواست دعا { ملک جلال الدین صاحب بمبڑیال کی اہلیہ سخت بیمار ہے۔ احباب ان کی کامل صحت کے واسطے دعا فرمائیں۔ ملک غلام نبی ڈسکہ

سینما کے ضرر رساں پہلوؤں کی مختصر تشریح

تفریح کے لئے جائز طریقے اختیار کرنے چاہئیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مقیم لاہور

کچھ عرصہ ہوا میں نے سینما کی ممنوعیت کے متعلق دو تین مضامین کے ذریعہ یہ وضاحت کی تھی۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کس بناء پر اپنی جماعت کو سینما دیکھنے سے روکا ہے اور میں نے ان مضامین میں اس پہلو کی بھی تشریح کر دی تھی۔ کہ بے شک سینما اس زمانہ کی ایک نہایت مفید ایجاد ہے۔ جس میں عوام الناس کی علمی ترقی کے بے شمار پہلو پائے جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف وہ یقیناً تفریح کا بھی ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے جس کی انسانی دماغ کو حقیقی طور پر ضرورت رہتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایسی اچھی اور مفید چیز سے جماعت کو روک دیا گیا ہے؟ لیکن کچھ تو لوگ ایسی باتوں کو جلدی بھول جاتے ہیں اور کچھ مختلف اوقات اور مختلف حالات میں مسائل کے مختلف پہلو بھی اس طرح بدل بدل کر سامنے آتے ہیں۔ کہ سابقہ تشریح گویا پس پردہ جا کر نظروں سے اوجھل ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ میرے سابقہ مضامین کے باوجود بعض دوستوں نے لفافہ بدل کر وہی سابقہ سوال دہرایا ہے۔ کہ جبکہ سینما روزمرہ کی مفید ترین ایجادوں کو پبلک کے سامنے لانے کا بہترین اور مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اور اس میں بہت سے علمی پہلو موجود ہیں اور پھر اس میں تفریح کا بھی نہایت عمدہ سامان موجود ہے۔ جس کی آجکل کے ماحول میں خصوصیت سے زیادہ ضرورت ہے۔ تو پھر اس سے جماعت کو روکنا کس طرح جائز سمجھا جا سکتا ہے؟

اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے۔ یہ کوئی نیا سوال نہیں ہے بلکہ میرے سابقہ مضامین میں اس سوال کے دونوں پہلو وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکے ہیں۔ جہاں میں نے سینما کے مفید اور فائدہ بخش پہلوؤں کو تسلیم کرنے کے باوجود یہ بتایا تھا کہ موجودہ زمانہ کی فلموں میں اس قدر گند داخل ہو چکا ہے۔ کہ قرآنی اصول اثمهما اکبر من نفعهما کے ماتحت اس کے نقصان کا پہلو اس کے فائدہ کے پہلو پر بہت زیادہ غالب آگیا ہے۔ میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ دراصل سینما اپنی ذات میں بُرا نہیں۔ بلکہ یقیناً ایک بہت مفید ایجاد ہے۔ لیکن زندگی کے بیمہ کی طرح (جو وہ بھی اپنی ذات میں بُرا نہیں مگر صرف سود اور جوئے کے عنصر کی وجہ سے حرام قرار دیا جاتا ہے) سینما بینی سے صرف اس بناء پر روکا جاتا ہے۔ کہ بدقسمتی سے اس زمانہ کے گندے اور حیا سوز اثرات کے نتیجہ میں اس کے ساتھ بعض ایسی باتیں شامل کر دی گئی ہیں۔ جو انتہا درجہ مخرب اخلاق اور دماغی آوارگی پیدا کرنے والی ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھی جا سکتی ہے۔ کہ جیسے مثلاً دودھ اور خوشبودار شربت بہت عمدہ اور نہایت فرحت بخش غذائیں ہیں لیکن کیا کوئی دانا شخص اس بات کو برداشت کریگا۔ کہ اسے دودھ یا شربت کا گلاس دیتے ہوئے اس کے اندر چند قطرے نجاست کے بھی ڈال دیئے جائیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ ایسے مرکب میں پھر بھی دودھ اور شربت کا ہی غلبہ رہتا ہے۔ لیکن نجاست کے مل جانے سے ان کے متعلق نہ صرف انسانی فطرت بلکہ طبی سائنس کا فتویٰ بھی لازماً بدل جاتا ہے۔ اور کوئی سمجھدار شخص یہ حجت پیش نہیں کر سکتا۔ کہ یہ گلاس تو دودھ اور شربت کا گلاس ہے۔ جو بہرحال مفید ہے۔ اس لئے اس کا استعمال جائز ہونا چاہئے۔

دراصل جہاں تک میں نے سوچا ہے۔ موجودہ سینما میں منجملہ اور باتوں کے تین خاص باتیں ایسی ہیں۔ جو اس کے مفید پہلوؤں پر پردہ ڈال کر اور اس کے فائدہ کے پہلو کو دبا کر اس کی مضرت اور نقصان کے پہلو کو بہت زیادہ غالب اور نمایاں کر دیتی ہیں۔ اور انہیں کی وجہ سے اس سے روکا جاتا ہے۔ یہ تین باتیں مختصر طور پر یہ ہیں:۔

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ قطع نظر اس بات کے کہ کوئی فلم اپنی ذات میں اچھی ہے یا بُری خود سینما ہال کا اندرونی اور بیرونی ماحول۔ اس کی ممنوعیت کی ایک واضح دلیل ہے۔ میں دوسرے ممالک کے متعلق تو کچھ زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن کم از کم ہمارے ملک میں سینما ہال کا اندرونی اور بیرونی ماحول ایسی گندی صورت اختیار کر چکا ہے۔ کہ کوئی باغیرت اور شریف انسان جو اپنی غیرت اور شرافت کے ساتھ ہوش مند اور بیدار مغز بھی ہو اپنے بچوں کو سینما جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور چونکہ والدین کے افعال کا لازماً بچوں پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ہر دانا شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس صورت میں ماں باپ کو خود بھی سینما جانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ سینما کے ماحول کی خرابیاں اس ملک میں اتنی ظاہر اور عریاں ہو چکی ہیں اور اس کے متعلق آئے دن اخبارات میں اتنے چرچے رہتے ہیں۔ کہ کوئی واقف کار شخص اس سے غافل نہیں رہ سکتا۔ بدنظری اور اغوا اور فحش گوئی اور ہاتھا پائی اور مار کٹائی کے واقعات ہمارے ملک کے سینما ہالوں کے اندر اور باہر اس کثرت سے وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ حق یہ ہے۔ کہ بچے تو درکنار شریف اور معمر والدین کو بھی ان سے پناہ مانگنی چاہئے۔ یہ دلیل بے شک بظاہر ایک منفی قسم کی دلیل ہے۔ لیکن ذیل کی دلیلوں سے مل کر اس کا وزن بھی اتنا بڑھ جاتا ہے۔ کہ اسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی محلہ میں اور خصوصاً کسی مسجد یا درگاہ کے قریب کوئی نیا سینما بننے لگتا ہے۔ تو خود سینما کے شوقین بے چین ہو کر شور کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اس کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔ کیونکہ ان کے دل گواہی دیتے ہیں۔ اور ان کا ضمیر پکارتا ہے۔ کہ ہم تو ڈوبے ہیں۔ کم از کم ہماری اولاد تو اس گند سے محفوظ رہے۔

(۲) سینما کی حرمت یا ممنوعیت کی دوسری وجہ اکثر فلموں کا کلی طور پر خلاف اخلاق اور گندہ ہونا ہے۔ فلموں میں قریباً برہنہ یا نیم برہنہ خوبصورت عورتوں کا ناز و ادا کے رنگ میں فلمی پردہ پر ظاہر ہونا۔ عشق و محبت اور بوس و کنار کے عریاں اور حیا سوز نظارے اغوا کے واقعات کی کثرت۔ جائز خاوندوں سے غداری اور خفیہ دوستوں سے ساز باز کے مناظر۔ قتل اور ڈاکہ اور نقب زنی اور چوری اور دھوکہ دہی اور فریب اور لوٹ مار کے نظارے وغیرہ وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں شائد یورپ و امریکہ کے مادہ پرست لوگ تو بُرا نہ سمجھتے ہوں (گو حقیقۃً یہ چیزیں ان کے لئے بھی زہر سے کم نہیں) مگر اسلامی ممالک میں رہنے والوں اور اسلامی تہذیب و تمدن رکھنے والوں کے لئے تو وہ ایک انتہا درجہ کا سم قاتل ہیں۔ اور خام طبیعتوں کے لئے تو اس زہر کا ایک قطرہ بھی اخلاق اور روحانیت کے جوہر کو ختم کر دینے کے لئے کافی ہے۔ اور بالواسطہ طور پر یہ بات کونوا مع الصادقین کے حکم ربانی کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ سینما میں بھی ایک نوع کی معیت ہوتی ہے۔ غالباً ہندو پاکستان کے وسیع خطہ میں نوخیز نوجوانوں یعنی مرد و زن ہر دو کے خیالات کو بگاڑنے اور گندے راستہ پر ڈالنے میں جتنا حصہ سینما کی حیا سوز فلموں نے لیا ہے۔ اور کسی چیز نے نہیں لیا۔ انسان فطرتاً نقال واقع ہوا ہے۔ اور اپنے ماحول کے گندے اور حیا سوز نظاروں سے وہ بہت جلد متاثر ہو کر اسی رَو میں بہنے لگتا ہے اور جب اس کے پاؤں ایک دفعہ اکھڑتے ہیں۔ تو پھر الا ماشاء اللہ دوبارہ نہیں جمتے۔ اور وہ گویا خواب خرگوش میں مبتلا ہو کر ہلاکت کے سمندر کی طرف جلد جلد بہتا چلا جاتا ہے، کاش لوگ اس خطرہ کو سمجھیں!!

(۳) سینما کے منع کئے جانے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ بعض فلمیں بے شک اپنی ذات میں تو مفید اور علمی رنگ رکھتی ہیں۔ اور مختلف میدانوں کی نئی نئی ایجادوں کو عوام کے سامنے لانے میں بہت اچھا کام کر سکتی ہیں۔ مگر بدقسمتی سے سینما کے ارباب حل و عقد پبلک مذاق کو دیکھتے ہوئے ان فلموں کے اندر بھی کچھ کچھ وقفہ پر عشق و محبت کے مناظر جوڑ دیتے ہیں۔ تا کہ اصل فلم کی سنجیدگی کو یہ درمیانی نظارے ایک قسم کی رنگینی اور کشش دے دیں۔ تجارت کے اصول کے ماتحت یہ طریق بے شک بہت کامیاب رہتا ہے۔ مگر اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ کہ زہر کی گولی کھانڈ کے پردے میں لپیٹ کر زیادہ آسانی کے ساتھ حلق میں اتر جاتی ہے۔ اور پھر معدہ کے اندر پہنچ کر لازماً وہی کام کرتی ہے۔ جو ایک زہر کیا کرتا ہے۔ یا جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایسی منافق اور دوغلی فلمیں اس شربت یا دودھ کے گلاس کا حکم رکھتی ہیں۔ جس میں کچھ نجاست بھی ملا دی گئی ہو۔

الغرض یہ وہ تین خاص وجوہات ہیں۔ جن کے نتیجہ میں آجکل کی فلمیں اور آج کل کی سینما بینی اخلاقی اور روحانی لحاظ سے زہر قرار پاتی ہیں۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دوربین آنکھ نے آج سے بیس سال قبل اس کے

اس زہر کو دیکھکر اس کی حرمت کا فتویٰ دیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ جیساکہ سنا جاتا ہے بعض احمدی نوجوان بھی سینما کی ملمع سازی سے دھوکا کھاکر اس میدان میں چور بازاری سے کام لے رہے ہیں۔ اور داؤ لگاکر سینما جاتے رہتے ہیں۔ وہ صرف اپنے پیسے ہی ضائع نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے امام کے بھی نافرمان ہیں۔ جماعت کی تنظیم کو بھی توڑتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ایک زہر کھارہے ہیں۔ جوان کے رگ و ریشہ میں سرایت کرکے ان کے لئے بالآخر ہلاکت کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ بے شک جیساکہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ سینما اپنی ذات میں بُرا نہیں بلکہ ایک مفید اور علمی ایجاد ہے۔ جس سے مختلف علوم کی ترقی میں بہت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اُس نجاست کے ڈھیر سے کس طرح نجات حاصل کی جائے جو موجودہ زمانہ کی بدمذاقی یا بداخلاقی نے اس کے اندر شامل کردیا ہے؟ میری رائے میں فی الحال اس سوال کا جواب دو طرح ہو سکتا ہے۔

اول۔ یہ کہ بعض تعلیمی ادارے جنہیں توفیق ہو وہ ایک طرف موجودہ سینما کے نقصانات کو اپنے طلباء پر اچھی طرح واضح کریں اور بار بار کرتے رہیں اور دوسری طرف انہیں سینما بینی سے روک کر ان کے لئے سکولوں میں اپنی نگرانی کے ماتحت پروجیکٹروں کے ذریعہ ایسی مفید اور علمی فلموں کے دکھانے کا انتظام کریں۔ جو مخرب اخلاق اور حیا سوز عناصر سے کلی طور پر پاک ہوں۔ اس طرح بچوں کی تفریح کا انتظام بھی ہو جائے گا۔ اور وہ نئی نئی مفید فلموں سے فائدہ بھی اٹھا سکیں گے۔ مگر یہ احتیاط بہرحال ضروری ہوگی۔ کہ اس کی کثرت کو بہرصورت روکا جائے۔ ورنہ فلم بینی ایسی بلا ہے کہ اگر اس کی لت پڑجائے تو پھر اس عادت میں ایک نشہ سا پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد شراب کی طرح "چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی"۔

دوم :۔ ملک میں حکومت یا اصحاب ثروت کی طرف سے ایسی کمپنیاں قائم کی جائیں۔ جو اس عزم اور اس پختہ عہد کے ماتحت قائم ہوں کہ صرف اور خالصتہً اور کلیتہً علمی اور مفید فلموں کا مظاہرہ کریں گی میں نے سنا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں بعض ایسی کمپنیاں موجود ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ اس ملک میں بھی وہ قائم نہ کی جائیں شروع میں بے شک مشکل پیش آئیگی۔ اور غالباً کچھ مالی نقصان بھی اٹھانا پڑے گا۔ کیونکہ ابھی قائم شدہ بدمذاقی کا مقابلہ آسان نہیں ہوتا۔ لیکن عزم اور حسن انتظام اور مناسب پراپیگنڈا کے ذریعہ بالآخر اس مشکل پر غلبہ پایا جاسکتا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی ملکی خدمت ہوگی۔ جس کے ذریعہ قوم کے نونہالوں کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا جاسکے گا۔

میں تفریح یعنی Recreation اور Relaxation کی اہمیت کا ہرگز منکر نہیں۔ بلکہ دن بدن اس کی ضرورت کا زیادہ قائل ہوتا جاتا ہوں۔ ہماری زندگیاں اس قدر سنجیدہ اور تفکرات سے اتنی معمور ہیں کہ اگر جائز اور مفید تفریحات کا انتظام نہ کیا گیا۔ تو کام کرنے والے لوگوں کے اعصاب تباہ ہوکر رہ جائیں گے۔ اسلئے ہمارے سامنے یہ ایک اہم سوال ہے کہ اگر ہم ایک طرف سینما سے روک کر لوگوں کے اخلاق کو خراب ہونے سے بچائیں تو دوسری طرف ان کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں مختلف مذاق کے لوگوں کے لئے جائز تفریح کا سامان بھی مہیا کریں۔ بیشک یہ ایک مشکل کام ہے۔ مگر ترقی کرنے والی قوموں کو مشکل مراحل میں سے بھی اپنا رستہ نکالنا ہی پڑتا ہے۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اصل بات جو میں اپنے نوجوان عزیزوں (لڑکوں اور لڑکیوں) سے کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آجکل کی سینما بینی ایک خطرناک زہر ہے۔ وہ بہرحال اس سے بچیں ورنہ مارفیا کے عادی شخص کی طرح وہ ہر لمحہ اپنے دل و دماغ میں زہر بھرتے چلے جائیں گے۔ اور گو اس کا مخفی نتیجہ ساتھ ساتھ بھی نکل رہا ہے۔ مگر ظاہر نتیجہ اس وقت نکلے گا۔ جب یہ زہر ان کے اخلاق اور روحانیت کو ماؤف اور معطل کرکے رکھدیگا میں اپنی رو میں اپنی طاقت سے زیادہ لکھ گیا ہوں۔ ورنہ میری موجودہ صحت چند سطروں سے زیادہ لکھنے کی اجازت نہیں دیتی دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے صحت اور خدمت اور برکت کی زندگی عطا کرے اور اس قرآنی بشارت کے ماتحت جو ہمارے رسولؐ کو اور حضورؐ کی وساطت سے حضورؐ کی امت کو دی گئی۔ میری عاقبت اولیٰ سے بہتر ہو آمین یا ارحم الرحمین۔ والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد حال مقیم لاہور
۱۴ر جولائی ۱۹۵۵ء۔

دعائے مغفرت

میرے سمدھی چوہدری فضل حق صاحب بٹ جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے ایک مختصر سی علالت کے بعد ۵۵/۷/۳ کی شب کو ۱۰/۱/۲ بجے وفات پا گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب کرام انکی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرماویں (خاکسار ملک عزیز احمد پینٹرز پورن نگر سیالکوٹ)

مصلح یونان سقراط

از مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

—(۳)—

سقراط کے ماننے والے اور عقیدتمند حکومت اور ملک کے ہر حصہ میں تھے۔ خود جج صاحبان اسکی قدر و منزلت سے ناواقف نہیں تھے۔ اس لئے ممکن تھا کہ سقراط کی موت کا حکم سنانے سے اجتناب کیا جاتا۔ لیکن اس موقع پر عدالت کے سامنے مخالفین کی قوت و طاقت کو جانتے بوجھتے ہوئے سقراط نے جو تقریریں کیں۔ ان سے لاپرواہی اور حقارت برستی تھی۔ وہ ذرا بھی خوف نہیں کھاتا تھا۔ اسلئے تمام جج برافروختہ ہوگئے۔ اور کثرت رائے سے اسے موت کا حکم سنایا گیا۔ فیصلہ سن کر سقراط نے ایک اور تقریر کی۔ اور موت پر آمادگی کا اظہار کیا۔ اور قید خانہ میں موت کا انتظار کرنے لگا۔ جیساکہ اوپر بتایا جاچکا ہے۔ بعض اوقات بھاری رقوم ہرجانہ کے طور پر لے کر مجرمین کو چھوڑ دیا جاتا تھا اسلئے سقراط کے صاحب اقتدار اور مالدار عقیدت مندوں نے ہرجانہ ادا کرکے اسے چھڑا لینے کی تجویز کی۔ لیکن سقراط اس پر تیار نہ ہوا کیونکہ وہ پسند نہیں کرتا تھا۔ کہ اپنی ذات کی وجہ سے اپنے شاگردوں پر کوئی بوجھ ڈالے۔ نیز اس کے نزدیک ہرجانہ دینے کے یہ معنے تھے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو مجرم سمجھتا ہے۔ اسلئے اس نے نہایت نفرت سے کہا۔ میں اس تجویز کو رد کرتا ہوں۔ اس کے لئے قید سے بھاگ جانے کا موقعہ تھا۔ حکومت اور جیل کے بعض افسران یا تو اس سے عقیدت رکھتے تھے یا اس کے عقیدت مندوں کے زیر اثر تھے۔ اور اسی اثر کی وجہ سے ہر ممکن خطرہ برداشت کرنے کے لئے تیار تھے۔ اور شاگردوں اور عقیدت مندوں نے بھاگ جانے کی التجا بھی کی۔ لیکن اس نے کسی کی بات پر دھیان نہ دیا اور کہا

"برائی کے جواب میں بھی برائی کرنا بُرا ہے۔ پھر موت اگر دائمی نیند ہو تو اور اگر محض جسم سے روح کی جدائی ہو۔ تو بہرحال اس زندگی سے بہتر ہے۔ اور جب اس کا وقت آجائے تو دانائی کا تقاضا یہی ہے کہ اس کا خوشی سے خیر مقدم کیا جائے"۔

نیز کہا "موت ہر جگہ آسکتی ہے۔ کیا تمہاری نظر میں کوئی ایسی جگہ ہے۔ جہاں موت نہیں پہنچ سکتی"

یہ بات قابل ذکر ہے کہ سقراط ایتھنز کو چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ صرف ایتھنز کے رہنے والوں کی اصلاح کے لئے آیا تھا۔ اور انہی نے اس کے قتل کا فیصلہ کیا تھا۔ سقراط ان جگہوں کی طرف مبعوث نہیں تھا۔ جن کی طرف بھاگ جانے کے لئے اسے مجبور کیا جاتا تھا۔ اس کا دائرۂ عمل محدود تھا۔ اگر وہ اس شہر کو چھوڑتا۔ تو وہ گنہ گار ہوتا۔ کیونکہ اسکے مخاطب صرف اس شہر کے باشندے تھے۔

الزام لگانے والوں اور برا بھلا کہنے والوں پر سقراط نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اس نے یہ درخواست کی کہ اگر میرے بیٹے روحانی اور جسمانی میرے بعد نیکی کی بجائے دنیا کی طرف مائل ہو جائیں۔ یا غرور کا شکار ہو جائیں۔ تو بے شک انہیں بھی میری طرح سزا دی جائے۔ اور اگر تم ایسا کرنے کا وعدہ کرو تو میں نے اور میری اولاد نے اپنے لئے تمہارے ہاتھوں سے انصاف کو پا لیا۔ ہمارے جدا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ میں مر رہا ہوں۔ اور تم میری موت کے بعد اس دنیا میں باقی رہ جاؤ گے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ ہم میں سے کون بہتر مستقبل کی طرف جارہا ہے۔ اس نے یہ محسوس کیا۔ کہ وہ ایک ایسی بوجھل زندگی سے سبکدوش ہو رہا ہے۔ جس میں ہر شخص یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ اس کی دماغی قوتیں کم ہو رہی ہیں۔

زہر کا پیالہ دینے سے قبل قید خانہ کے ملازم نے کہا:

"اے سقراط جب میں کسی مجرم کو زہر کا پیالہ دیتا ہوں۔ تو وہ مجھے کوسنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن تم معقول آدمی ہو۔ اور جانتے ہو کہ میں افسروں کے حکم کا پابند ہوں۔ اگر تمہیں کوئی شکایت ہے۔ تو وہ انہی سے ہونی چاہیئے۔ مجھ سے نہیں۔ اب زہر پینے کی تیاری کرو"!

اس ملازم کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ سقراط نے کہا۔ بہت بہتر میں تیار ہوں۔ اور زہر کا پیالہ لے کر منہ سے لگا لیا۔

زہر کا پیالہ پی لینے کے بعد چادر اوڑھ کر لیٹ گیا۔ اور اپنے شاگردوں اور عقیدتمندوں کو جو اس وقت جمع ہو چکے تھے نصیحت کرتا رہا اس کے چہرہ پر کامل اطمینان اور بشاشت ہویدا تھی۔ جب اس کے شاگرد اور عقیدتمند رونے لگے۔ اور ان کی چیخیں نکلنے لگیں۔ تو سقراط نے کہا

"میں نے عورتوں کو اسلئے واپس بھجوا دیا ہے کہ وہ اس قسم کی نادانی نہ کریں۔ مرتے وقت بیرگریہ و ماتم نہیں ہونا چاہیئے۔ خاموش ہو جاؤ اور ضبط سے کام لو"۔

جب شاگردوں نے کہا کہ ہمیں آپ کی بے گناہی کی موت کا سخت رنج ہے۔ تو کہا۔ کیا تمہارے خیال میں میں گناہ گار ہوکر مرتا"!

باقی صفحہ 7

مختلف مقامات پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے

راولپنڈی:۔ مورخہ ۳۰ر جون کو بعد نماز عصر پونے چھ بجے مسجد احمدیہ میں سیرۃ النبی صلعم کا جلسہ زیر صدارت مکرم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت راولپنڈی ہؤا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ مکرم چوہدری محمود احمد خان صاحب نائب امیر جماعت نے تعلق باللہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت قدسیہ پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ کس طرح تھوڑے ہی عرصہ میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوتِ قدسیہ سے عرب کی بت پرست۔ شراب میں مست اور فسق و فجور پر نازاں قوم کو خدائے واحد کی یاد میں محو کر دیا۔

مکرم دین محمد صاحب شاہد بی اے نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے واقعات بیان کئے۔

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر تعلیم و تربیت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے عدل و انصاف اور قیام امن کے سلسلہ میں حضور کی جدو جہد کے واقعات بیان فرمائے۔

مکرم مولوی قمر الدین صاحب انسپکٹر تعلیم و تربیت نے آیت محمد رسول اللہ والذین آمنوا معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ..... الخ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ اپنی نیکی تقویٰ و طہارت کا اثر دوسروں پر ڈالتے تھے۔ لیکن ان کا بُرا اثر قبول نہیں کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے بعض ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

مکرم کمال محمد صاحب اکمل نے الفضل سے حضرت اقدس امیر المومنین کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ صاحب صدر نے اپنی اختتامی تقریر میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی معصومانہ اور پاک زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور کی ذات مقدس پر مخالفین کے اعتراضات اور ناپاک حملوں کا مدلل و مفصل جواب دیا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی تلقین کی جلسہ دعا پر ختم ہؤا۔ (محمد عبد اللہ جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

ننکانہ صاحب:۔ مورخہ ۳۰-۶-۵۵ بروز جمعرات مسجد احمدیہ ننکانہ صاحب میں بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرمی محترم مولوی محمد شفیع صاحب مقامی امیر منعقد ہؤا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ ماسٹر غلام محمد صاحب نے مختصر سی تقریر کی۔ پھر خاکسار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ تزکیہ نفس اور ماننے والوں کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہونے پر تقریر کی۔ پھر ملک محمد کریم صاحب عرف جج ابن امیر صاحب اور رشید احمد صاحب قمر نے اپنا اپنا مضمون پڑھ کر سنایا۔ بعد میں محترم ڈاکٹر عبد الرشید صاحب عوزی انچارج سول ہسپتال ننکانہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عفو کے متعلق مدلل تقریر کی۔ جس کا سامعین پر اچھا اثر ہؤا۔ آخر میں مکرمی صدر صاحب نے نہایت ہی جامع اور پر معارف تقریر فرمائی۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہؤا۔

محمد علی قائم مقام زعیم انصار اللہ جماعت احمدیہ ننکانہ صاحب)

سانگلہ ہل:۔ یکم جولائی بروز جمعہ بعد نماز جمعہ زیر صدارت ملک محمد عبد اللہ صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت جلسہ منعقد ہؤا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد عزیز محمد اقبال صاحب اور داؤد احمد صاحب نے سیرۃ طیبہ پر مضمون پڑھے۔ بعد ازاں جناب چوہدری فقیر اللہ صاحب نائب امیر جماعت اور مہدی شاہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے کے حالات اور حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات تک جو نمایاں فرق ہؤا تفصیل کے ساتھ احباب کے سامنے رکھے۔ پھر محترم صدر صاحب نے صدارتی تقریر کی۔ اور دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہؤا۔ جلسہ میں مستورات بھی شریک ہوئیں۔ ایم سمیع اللہ سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

چونترہ:۔ سیرت النبی کا جلسہ ۳۰-۶-۵۵ بروز جمعرات بمقام چونترہ بعد نماز عصر ہؤا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مختصر طور پر بعض دوستوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آخر میں خاکسار نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کا مضمون جو کہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ جس کا عنوان "محمد ہست برہانِ محمدؐ" ہے پڑھ کر سنایا۔ دعا پر جلسہ ختم ہؤا۔ ایم اے سید داؤد علی)

سچی باتیں

(از مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی)

شرمناک اپج:۔ روزنامہ ...... (لاہور) میں سالی سے شادی قانونی نقطہ نگاہ سے کے عنوان سے ایک طویل مضمون شائع ہؤا ہے۔ جس میں ان لوگوں کو جو بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن یعنی اپنی سالی سے شادی کرنا چاہیں نصیحت کی گئی ہے۔ کہ مولویوں سے اس بارہ میں فتویٰ پوچھنے کے بجائے قانون دان حضرات سے فتویٰ لینا چاہیئے۔ کیونکہ اگرچہ قرآن نے جمع بین الاختین کو حرام قرار دیا ہے۔ تاہم بعض ہائی کورٹوں نے عدالتوں میں مروجہ شرع محمدی کے مطابق شادی کی۔ تین قسمیں صحیح۔ باطل۔ اور فاسد قرار دی ہیں۔ اور سالی سے شادی کو قسم باطل میں نہیں بلکہ فاسد میں شمار کیا ہے۔ اور اس میں اور صحیح شادی میں صرف باضابطہ اور بے ضابطہ کا فرق رکھا ہے۔

یعنی بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن سے شادی بے ضابطہ تو ہے۔ لیکن باطل نہیں۔ اور ایسی شادی کرنے والی عورت خاوند کی جائیداد کی وارث نہیں ہو سکتی۔ اور جب چاہے عدالت میں گئے بغیر طلاق حاصل کر سکتی ہے۔"

اور یہ مضمون لکھنے والے لاہور کے ایک مسلمان بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہیں!

— خدا معلوم وہ کونسی ہائی کورٹیں اور ان کے وہ کونسے جج ہیں۔ جنہیں قرآن مجید کی نص صریح و واضح کے خلاف ایسے فیصلہ کی جرأت ہوئی ہے "نکاح فاسد" بے شک ایک پرانی فقہی اصطلاح ہے۔ اور بعض فقہاء نے نکاح فاسد کی مثالوں میں بغیر گواہوں کے نکاح کرنے یا کسی محرم عورت کے ساتھ نکاح کرنے کو لکھا ہے۔ لیکن بہر حال اس پر سب متفق ہیں۔ کہ ایسے نکاح ناجائز اور قطعاً قابل فسخ ہیں۔ محض اصطلاحی فرق کی بناء پر ایک صریح حرام فعل کو جواز کی صورت دینا یقیناً ذہن کی ایسی اپج ہے۔ جو شرمناک بھی ہے۔ اور خطرناک بھی۔

دکن میں اردو:۔ دکن کے معاصر روزنامہ رہنمائے دکن کے اڈیٹوریل میں ایک نیوز ایجنسی کے حوالہ سے وزیر تعلیمات حیدر آباد اسٹیٹ کے یہ بیانات کہ

"وہ غیر سرکاری طور پر قائم ہونے والے اردو مدارس کی امکانی طور پر معقول امداد کریں گے۔ نیز یہ کہ انہوں نے اس سال انجمن ترقی اردو ادارہ ادبیات اردو اور دیگر اردو اداروں کی امداد میں اضافہ کر دیا ہے۔ تاکہ یہ ادارے اردو کی ترقی اور مدرسین کی تربیت کا اہتمام کر سکیں۔ ...... ریاست حیدر آباد میں مخالف اردو رجحان کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اردو ہم سب کی مشترک میراث ہے۔ اس سے ہندوستان کی تمدنی یگانگی اور ثقافتی یکجہتی کا پتہ چلتا ہے۔ حیدر آباد میں اردو کا مستقبل روشن ہے۔ اور حکومت اردو کی ترویج و ترقی و اشاعت کے لئے مناسب امداد دے رہی ہے۔"

یقیناً یہ دکن کے لئے اردو کے روشن مستقبل کا نشان ہے اور یو پی گورنمنٹ کے لئے خصوصیت کے ساتھ سبق آموز لیکن اتنے اظہار عنایت کے باوجود بقول معاصر موصوف اردو حروف اب بھی سرکاری اعلانات و ہدایات سے خارج ہیں۔ اور نہ پولیس کے تھانوں کے نام اس زبان میں کندہ ہو رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر ملک کی سب سے بڑی اردو یونیورسٹی اور اس کے سررشتہ ترجمہ کا خون ناحق! جب تک ان مظالم کی تلافی نہیں ہوتی۔ اردو کے حق میں انصاف نہیں ہوتا۔ اردو اپنے لئے کسی ترحم کی نہیں صرف انصاف کی طالب ہے۔

دکن ٹائیمز (مدراس)

بلا تبصرہ:۔ مورخہ ۱۲ر جون کے مکتوب کراچی سے:۔

وزیر اعظم محمد علی کی دوسری شادی پر آل پاکستان ویمنس ایسوسی ایشن کی فیشن ایبل خاتونوں کی طرف سے (جو عموماً اعلیٰ حکام اور وزیروں کی بیویاں ہیں) جو شور برپا ہؤا تھا۔ وہ اب دب گیا ہے۔ اور جنہیں بڑے بڑے دعوے بائیکاٹ اور ڈائرکٹ ایکشن وغیرہ کے تھے انہیں جیسے سانپ سونگھ گیا ہے۔ اس شور و غل کے بعد آخر یہ بے نمکی کیوں؟ وجہ یہ کہ انہیں بیگمات نے گھبرا کر مدد اور تحسین اپنی صدر بیگم لیاقت علی خاں سے چاہی تھی۔ جو ہالینڈ میں سفیر پاکستان ہیں۔ وہاں سے جواب یہ آیا کہ اپنا دکھ دکھاؤ ہر حال میں ضروری ہے کوئی بات ایسی نہ ہو۔ جو وقار۔ متانت و شرافت کے خلاف ہو۔ اس جواب نے سارے جوش و خروش پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا! واقعہ یہ ہے کہ بیگم رعنا خود بھی مرحوم لیاقت علی خاں کی دوسری بیگم ہیں۔ ان سے چارہ جوئی کرنا انہیں خود بڑی نازک پوزیشن میں ڈال دینا تھا۔

(صدق جدید لکھنؤ یکم جون ۵۵ء)

درخواست دعا

میرے والد صاحب سید علی احمد صاحب مہاجر انبالوی ربوہ میں کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان سے دعا کی التجا ہے۔

(ایم۔ اے سید داؤد علی)

جماعت احمدیہ وہ ہے جو سینکڑوں سال بعد تیرے مامور نے بنائی

(۱) فرمایا "مجھے اس کی فکر ہے کہ وہ جماعت جو سینکڑوں سال کے بعد تیرے مامور نے بنائی تھی وہ یتیم رہ جائے گی۔ اگر تو مجھے یہ تسلی دلا دے کہ ان کے یتیم کا میں انتظام کر دوں گا تو میری یہ تکلیف کی گھڑیاں سہل ہو جائیں گی۔ مگر"

(۲) "تو مجھ سے کس طرح یہ امید کر سکتا ہے کہ یہ لاکھوں روحانی بچے جو تو نے مجھے دیئے ہیں۔ جن کے دشمن چپے چپے پر دنیا میں موجود ہیں اور جن کو ختم کرنے کے لئے ہر وقت شیطانی نیزے اٹھ رہے ہیں۔ جب میرے بعد ان نیزوں کو اپنی چھاتی پر کھانے والا کوئی نہیں رہے گا۔ تو تو ہی بتا کہ میں اس بات کو کس طرح برداشت کروں"

(۳) "مجھے موت کا ڈر نہیں۔ مجھے ان لوگوں کے یتیم ہو جانے کا ڈر نہیں"

(۴) "جنہوں نے تیرے نام کو روشن کرنے کے لئے پچاس سال متواتر قربانیاں کیں ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔ دنیا نے ان کو کمائی سے محروم کر دیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ ہر آواز پر آگے بڑھے جو تیرے نام کو روشن کرنے کے لئے میں نے اٹھائی تھی"

(۵) تحریک جدید کے جہاد کبیر میں بیرونی ممالک کی اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت میں قربانیاں کرنے والو! اپنے حساب کا محاسبہ کریں! اور اس نوٹ کو پڑھ کر دل میں سوچ لیں کہ کیا آپ نے انیس۱۹ سالہ ادا کر کے دفتر سے انیس سالہ ادائیگی کی تصدیق حاصل کر لی ہے اگر آپ نے تصدیق حاصل کر لی ہے اور آپکو دفتر سے اطلاع مل چکی ہے تو آپ کا نام فہرست میں آ چکا ہے مبارک ہو۔

(۶) لیکن اگر آپ کے ذمہ بقایا ہے اور دفتر بقایا کا مطالبہ کرتا ہے لیکن آپ ادا کر چکے ہیں تو یہ نہ لکھیں کہ میں ادا کر چکا ہوں بقایا نہیں بلکہ آپ مرکزی رسید کا نمبر و تاریخ درج کر کے لکھیں کہ اس رسید خزانہ صدر انجمن کے مطابق مزید پڑتال ہو۔ تا دفتر مزید پڑتال کر کے آپ کی رقم جہاں پڑی ہے وہاں سے نکال کر تحریک جدید میں درج کرے اور آپ کا نام درج فہرست کر کے اطلاع دے اگر آپ نے نہ بقایا ادا کیا اور نہ مرکزی رسید کا حوالہ دیا اور نہ خود آ کر دفتر میں اپنے حساب کی تسلی کی تو پھر دفتر مجبوراً ایسے بقایا داروں کی فہرست بنا کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر کے نام فہرست سے بوجہ بقایا خارج کرنے کی درخواست کرے گا۔ گویہ فرض دفتر کا انیس سالہ روایات کے خلاف ہے مگر فرض کی ادائیگی اس سے اہم ہے۔

پس انیس سالہ حساب کے بقایا دار اپنا بقایا صاف کر کے نام درج فہرست کرا لیں۔ یہی ان کے لئے صحیح اور سیدھا راستہ ہے۔ (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

مجلس حسن بیان کا پندرہ۱۵ روزہ اجلاس

تمام اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تجویز کردہ مجلس حسن بیان کی تشکیل قیادت ربوہ کے تحت ہو چکی ہے۔ جس کا پہلا پندرہ روزہ اجلاس مؤرخہ ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء بروز اتوار بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں منعقد ہو رہا ہے اس میں مکرم محترم جناب میاں عبدالمنان صاحب عمر فن تقریر کے موضوع پر خدام سے خطاب فرمائیں گے اس لئے تمام خدام سے گذارش ہے کہ وہ اس جلسہ میں زیادہ سے زیادہ شریک ہو کر اس کو پورے طور پر کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ دوسرے اصحاب کو بھی شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

سیکرٹری مجلس حسن بیان۔ ربوہ

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے!

دیہاتی اور شہری مجالس کیلئے انعام

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے دیہاتی اور شہری مجالس میں سبقت کی روح پیدا کرنے کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ اس وقت تک جملہ مجالس میں اول آنے والی مجلس کو ایک سال کے لئے جو علم انعامی دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک انعام اور مقرر کیا جائے۔ علم انعامی اپنی جگہ قواعد کے ماتحت شہری اور دیہاتی مجالس کے مقابلہ کے لئے کھلا ہے۔ جو مجلس بھی خواہ دیہاتی یا شہری ہو اپنے کام کے لحاظ سے دوسری مجالس میں نمایاں رہے گی وہ علم انعامی کی مستحق سمجھی جائے گی۔ لیکن اس کے علاوہ شہری مجالس میں سب سے اول آنے والی مجلس کو مجلس مرکزیہ کی طرف سے ایک سند انعام بھی دی جایا کرے گی جو خوبصورت فریم میں ہوگی۔ اور یہ سند مستقل طور پر اس مجلس کی ملکیت ہوگی۔ اسی طرح دیہاتی مجالس میں سے سب سے اول آنے والی مجلس کو مذکورہ بالا سند دی جایا کرے گی۔ یہ مقابلہ شہری مجالس کا شہری مجالس سے اور دیہاتی مجالس کا دیہاتی مجالس سے ہوگا۔ اس صورت میں ہر سال ایک انعام دیہاتی مجالس میں سے کسی ایک کو ملا کرے گا۔ خلافت جوبلی علم انعامی بھی حسب سابق ہر مجلس جو اپنے آپ کو مقررہ معیار کے مطابق حق دار ثابت کر سکے حاصل کر سکتی ہے۔ مجلس مرکزیہ کے نزدیک ہر وہ مجلس جہاں ٹاؤن کمیٹی قائم ہے شہری مجلس کہلائے گی۔ اس کے علاوہ تمام مجالس دیہاتی مجالس ہوں گی۔ اس کے علاوہ ہر اول آنے والی مجلس کے نام مجلس مرکزیہ کے ہال میں لگائے جائیں گے۔

شہری اور دیہاتی مجالس کے انعام حاصل کرنے کے لئے وہی معیار ہوں گے جو خلافت جوبلی علم انعامی کے لئے تھا۔ ان معیاروں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) تمام خدام نے تحریک جدید کی مالی تحریک میں حصہ لیا ہو۔

(۲) مجلس کے ذمہ علم انعامی کے سال میں (یکم نومبر تا ۳۱ اکتوبر تک) خدام الاحمدیہ کے کسی چندے کا بقایا نہ ہو۔

(۳) مجلس کی طرف سے ماہانہ رپورٹ دفتر مرکزیہ میں باقاعدہ معینہ تاریخ کے اندر موصول ہوئی ہو۔

(۴) مجلس میں تعلیم بالغاں کا باقاعدہ انتظام ہو اور اس کا ہر ممبر کم از کم کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام و کتب سلسلہ احمدیہ کے امتحانات میں شامل ہوا ہو۔

(۵) مجلس نے اصلاح و ارشاد کا کام شعبہ اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے پروگرام کے مطابق ہو۔

(۶) مجلس کے خدام نماز باجماعت اور شعائر اسلامی کے پابند ہوں۔

(۷) سالانہ اجتماع اور تربیتی کیمپ میں مجلس کی حاضری معینہ نسبت کے مطابق ہو۔

(۸) مجلس نے خدمت خلق کا کام شعبہ خدمت خلق مرکزیہ کے پروگرام کے مطابق کیا ہو۔

(۹) مجلس میں مجلس اطفال قائم ہو اور وہ شعبہ اطفال مرکزیہ کے پروگرام کے مطابق کام کر رہی ہو۔

(۱۰) مجلس میں علم انعامی کے سال میں عام طور پر غیر معمولی بیداری پیدا ہوئی ہو یا کوئی نمایاں کام کیا ہو۔

علم انعامی کے لئے مندرجہ بالا دس معیار قائم کئے گئے ہیں۔ اور ہر ایک معیار کے دس نمبر ہیں۔ (کل نمبر سو ہیں)

اوّل آنے والی مجلس کے لئے ہر معیار میں کم از کم چالیس فیصدی اور مجموعی طور پر ساٹھ فیصدی نمبر حاصل کرنے ضروری ہیں۔ (نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

عطیہ

چوہدری محمد علی خانصاحب اشرف ہوشیارپوری مہاجر جھبوٹ نے اپنی مجموعہ نظم "دیوان اشرف" کی تیس۳۰ کاپیاں نظارت ہذا کو لائبریریوں کے لئے مفت عنایت کی ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ چوہدری صاحب کو آجکل آنکھوں کی تکلیف ہے احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

نیا ٹریکٹ

سندھی میں نیا ٹریکٹ بعنوان "دنیا کے کناروں تک تبلیغ اسلام اور قرآن پاک کی اشاعت" پانچ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر شائع کیا گیا ہے اور جماعتوں کو بھجوایا جا رہا ہے۔ احباب جماعت اس کو مناسب رنگ میں تقسیم فرمائیں اور اپنی تبلیغی رپورٹوں میں اس کی تقسیم کا ذکر فرمائیں۔

غلام احمد فرخ مبلغ سلسلہ احمدیہ سکھر

پاکستان کی صنعتی پیداوار میں روز افزوں ترقی

پاکستان کی مرکزی حکومت نہ صرف ملک کے ترقیاتی کاموں میں مالی مدد کرتی ہے بلکہ صوبائی اور ریاستی حکومتوں کے اس قسم کے کاموں میں بھی مالی مدد دیتی ہے۔ اس مدد میں مرکزی حکومت کی طرف سے مالی امداد سنہ ۱۹۵۰-۵۱ء کے ۸۸ء۱۴ کروڑ کے مقابلہ میں سنہ ۱۹۵۵-۵۶ء میں ۸۴ء۱۱۴ کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔ اسی طرح سنہ ۱۹۵۰ء کے مقابلہ میں صنعتی پیداوار سنہ ۱۹۵۴ء میں ۸۵ فیصدی بڑھ گئی۔

پٹ سن کی صنعت نے حیرت انگیز ترقی کی ہے امسال پٹ سن کے کرگھوں کی تعداد ۶۰۰۰ پہنچ جائے گی سنہ ۱۹۵۴ء میں ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد بھی ۱۰۰۰۰ ٹن جوٹ اور اس کے بورے برآمد کئے گئے

سنہ ۱۹۵۳ء میں کرنافلی کاغذ کے کارخانے نے کام شروع کر دیا۔ یہ کارخانہ ۳۰ ہزار ٹن سالانہ کاغذ تیار کر سکتا ہے اور اب ۳ کروڑ روپیہ سالانہ کا کاغذ تیار کرتا ہے مشرقی پاکستان میں ۳۰ ہزار ٹن سالانہ اخباری کاغذ تیار کرنے کے کارخانہ کا منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ نوشہرہ میں عمدہ کاغذ اور دفتی کے کارخانہ ربوالی میں دفتی کے کارخانہ کی تعمیر تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ یہ دونوں کارخانے پندرہ پندرہ ہزار ٹن دفتی سالانہ تیار کر سکیں گے۔

سوتی کپڑا

دسمبر سنہ ۱۹۵۴ء کے اختتام پر سوتی کپڑے کی صنعت میں ۱۷۱۳ء۱۳۶ تکلے اور ۷۴۸۴ء۱ کرگھے تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۵۳ء کے اختتام کے مقابلہ میں ۲۶ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے مزید ۳۹۸۸ء۱۷ تکلے اور ۴۷۲۷ کرگھے نصب کئے جا رہے ہیں۔

اونی کارخانے

تقسیم کے بعد آٹھ اونی کارخانے قائم کئے گئے ہیں اور تھل میں ۱۰۰۰۰ تکلوں کا ایک نیا اونی کارخانہ قائم کیا جا رہا ہے۔

کیمیاوی اشیاء

داؤد خیل تھل میں امونیم سلفیٹ کا ایک کارخانہ قائم کیا جا رہا ہے۔ مزید برآں کاسٹک سوڈا کے دو کارخانے اور ایک ڈی۔ڈی۔ٹی کا کارخانہ کام شروع کر چکا ہے۔ پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن نے گندھک کے تیزاب کے دو کارخانے قائم کئے ہیں جن میں سے ایک چندر گھونا میں ہے اور دوسرا لائلپور میں

شکر

علاقہ تھل میں شکر کے دو کارخانوں نے حال ہی میں کام شروع کر دیا ہے۔

چارسدہ صوبہ سرحد اور ٹھکرگاؤں مشرقی بنگال میں دو مزید کارخانے قائم کئے جا رہے ہیں۔ جو اگلے سال کام شروع کر دیں گے

بھاری انجینئرنگ صنعتیں !

برقی بھٹیوں اور فولاد کو ڈھالنے اور دوبارہ ڈھالنے کے کارخانوں کے سلسلے میں ابتدائی جائزہ مکمل ہو چکا ہے۔ کراچی میں جہازوں کی مرمت کا ایک یارڈ اور گودی زیر تعمیر ہے۔ کھلنا مشرقی پاکستان میں بھی ایک گودی قائم کرنے کی سکیم شروع کی گئی ہے۔

زراعت

زراعتی پیداوار میں اضافہ کرنے کی غرض سے بہت سی سکیموں پر عملدرآمد ہو رہا ہے مشرقی بنگال میں تین بڑی سکیمیں ہیں۔ کرنافلی کا کثیر المقاصد منصوبہ گنگا کوباڈک منصوبہ اور ٹسٹا بیراج۔ گنگا کوباڈک منصوبہ پہلے مرحلہ میں داخل ہو گیا ہے۔ اس پر ۹۶ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا اور اس سال کے اختتام پر اس کی تکمیل کی توقع ہے۔ یہ ۰۰۰ء۲۵ ایکڑ زمین کو سیراب کرے گا جس سے ۰۰۰ء۶۶ ٹن غلہ پیدا ہوگا۔ ٹسٹا بیراج کے منصوبہ پر ۱۳ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ گیارہ لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہوگی اور ۰۰۰ء۳۳۳ ٹن غلہ پیدا ہوگا۔ کرنافلی کے منصوبہ پر ۲۸ء۱۸ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا اور اس کی تکمیل تقریباً چار سال میں ہوگی۔

صوبہ سرحد کے فرم گڑھی کے منصوبہ پر ۸۶ء۲ کروڑ روپیہ اور وارسک ہائی لیول نال کے منصوبہ پر ۷۰ لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ اول الذکر منصوبہ سے ۲ء۷ لاکھ ایکڑ زمین کی سیرابی اور پچاس ہزار ٹن غلہ کی پیداوار ہوگی۔ مؤخر الذکر منصوبہ سے ۹۳ ہزار ایکڑ زمین کی سیرابی اور ۲۸ ہزار ٹن مزید غلہ کی پیداوار ہوگی

پنجاب میں تھل کے منصوبے پر ۲۱ کروڑ روپے ہوں گے بارہ لاکھ ایکڑ زمین کی سیرابی اور ۰۰۰ء۴۴۴ ٹن غلہ کی پیداوار ہوگی۔ تونسہ بیراج کے منصوبہ سے جو سنہ ۱۹۵۷ء یا سنہ ۱۹۵۸ء تک مکمل ہو سکے گا۔ ۰۰۰ء۷ ایکڑ زمین کی سیرابی اور ۰۰۰ء۱۹ ٹن غلہ کی پیداوار ہوگی۔

منگلا بند کے منصوبہ پر ابتدائی کام شروع کر دیا گیا ہے۔ رسول ٹیوب ویل کے منصوبہ پر کام کافی آگے بڑھ چکا ہے۔

سندھ میں غلام محمد بیراج کے ہیڈ ورکس اور خاص نہروں کی تکمیل ہو چکی ہے پورے منصوبہ کی تکمیل سنہ ۱۹۶۰ء تک ہوگی۔ اس بیراج سے ۲۷۵ ایکڑ زمین کی سیرابی اور ۰۰۰ء۸۲۵ ٹن غلہ کی پیداوار ہوگی۔ (ملت)

مصلح یونان ——— سقراط (بقیہ صفحہ ۴)

کچھ دیر کے بعد زہر نے جسم پر اثر کیا اسے تشنج ہونے لگا۔ اس نے دو دو سے انگڑائی لی اور دم توڑ دیا۔ اس طرح یونان کا روحانی مصلح اور اخلاق فاضلہ کا مجسمہ اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔

جس دلیری سے اس نے اپنے مشن کی خاطر جان دی۔ وہ بے نظیر ہے۔ اس کی وجہ سے اس کی محبت دلوں پر نقش کر گئی۔ سب حکماء نے اسے استاد اور کامل انسانیت کا نمونہ جانا۔ افلاطون نے اس کی مجموعی تعلیم کو ترقی دے کر فلسفہ یونانی کی عظیم الشان عمارت تعمیر کی۔ اور اپنے دامن تربیت میں ارسطو جیسے قابل فخر شاگرد پرورش کئے اس کی شہرت اور حسن سلوک اس قدر مؤثر تھے۔ کہ اس کے مخالف بھی اس کے اخلاق اور اطوار کو اپنائے بغیر نہ رہ سکے۔

سقراط کی موت کے متعلق جو فتوی دیا گیا تھا۔ اس کا شہریوں پر بہت بُرا اثر ہوا۔ ان کے دلوں میں ججوں کے متعلق نفرت کے جذبات پیدا ہو گئے اور انہوں نے کچھ عرصہ بعد ہی ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایک رائے کے نزدیک انہیں سنگسار کر دیا گیا تھا۔ لیکن ایک روایت کے مطابق ایتھنز کے رہنے والوں نے ان ججوں کا بائیکاٹ کر دیا تھا۔ وہ ان کی بات کا جواب نہیں دیتے تھے۔ جس پانی میں وہ نہاتے اس میں اور کوئی شہری نہیں نہاتا تھا۔ اور آہستہ آہستہ یہ کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ کہ ان کے رتبہ اور شان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اور پبلک میں ان کی ہردلعزیزی ختم ہو گئی تھی۔ اور بالآخر اس مایوسی اور ذلت کے احساس نے انہیں خودکشی کر لینے پر مجبور کر دیا۔ (دی لائف آف گریک صفحہ ۵۵)

سقراط کی موت کے بعد افلاطون نے کہا "دنیا میں سب سے زیادہ عقلمند سب سے زیادہ نیک شخص کا انجام ہے"۔

سسرو کہتا ہے۔

"جب کبھی میں اس واقعہ کو پڑھتا ہوں تو بے اختیار رو دیا کرتا ہوں"۔

زلفون لکھتا ہے

"سقراط اتنا منصف تھا کہ اس نے اپنی زندگی میں کسی پر زیادتی نہیں کی۔ حتی کہ معمولی سے معمولی چیز میں بھی اس نے کسی کو شکایت کا موقعہ نہیں دیا۔ وہ اس قدر اعتدال پسند تھا۔ کہ اس نے اپنی کسی خوشی کو نیکی پر ترجیح نہیں دی۔ وہ اتنا عقلمند تھا۔ کہ اس نے بدی اور نیکی کے درمیان امتیاز کرنے میں کبھی غلطی کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ وہ دوسروں کے کیریکٹر کے سمجھنے اور انہیں کارِ خیر پر آمادہ کرنے کی اس قدر اہلیت رکھتا تھا کہ وہ دنیا کا بہترین اور سب سے زیادہ خوش آدمی معلوم دیتا تھا۔ (باقی مذکور)

دی لائف آف گریک کا مصنف ول ڈورانٹ لکھتا ہے:۔

"سقراط انتہائی خوش قسمت انسان تھا۔ اس نے اپنی ساری عمر بغیر کسی باقاعدہ روزگار کے گذار دی۔ اس نے تعلیم حاصل کی حالانکہ وہ فن تحریر سے ناواقف تھا۔ اس نے دوسروں کو تعلیم دی۔ اور اس نے تعلیم کے لئے کوئی خاص وقت معین نہ کیا۔ اس کا ہر منٹ لوگوں کی تعلیم کے لئے وقف تھا۔ .... وہ بڑھاپے سے قبل مر گیا۔ اور موت کے وقت اسے کوئی دکھ اور تکلیف محسوس نہ ہوئی"۔

بعض کتب میں کچھ اقوال کو سقراط کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) تحریر ایک خاموش آواز ہے۔ اور قلم ہاتھ کی زبان ہے۔

(۲) بچپن میں شرم و حیا۔ نوجوانی میں اعتدال اور پیری میں کفایت شعاری اور عاقبت اندیشی ضروری ہے۔

(۳) جب کوئی انسان کسی دوسرے کے ساتھ اور نیکی نہ کر سکے۔ تو اتنا ضرور کرے۔ کہ اس کے عیوب سے اسے مطلع کرتا رہے۔

(۴) نیک خو ہونا تمام حکمت کا خلاصہ ہے۔

(۵) عالم دین کا طبیب ہے۔ اور مال دین کی مرض

(۶) ایک دفعہ کی رنجش کی یاد دوستی کی شیرینی کو ہمیشہ زہر آلود کرتی رہتی ہے۔

(۷) طامع کی دولت کا حال آفتاب کا سا ہے۔ کہ غروب ہو کر کسی کو خوش نہیں کرتا۔

(۸) خراب افعال پر اظہار ندامت نہ کرنا دوسری خرابی ہے۔

(۹) جس شخص کو تیرا دل بُرا خیال کرے۔ یا دشمن جانے اس سے بچتا رہ۔

(۱۰) اچھی بات جو کوئی کہے۔ اسے غور سے سنو۔ کیونکہ غوطہ زن کی ذلت سے گوہر کی قیمت کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔

(۱۱) نامعلوم اور پیچیدہ راستوں کی کوتاہی پر فریفتہ مت ہو۔ اور سیدھے راستوں کی درازی سے اندیشہ نہ کرو۔

(۱۲) زمانہ پیری نہایت مسرت انگیز ہے۔ بشرطیکہ صحت اور سچا دوست میسر ہو۔

آئینی مسائل پر سیاسی پارٹیوں کے اہم مذاکرات

متحدہ محاذ اور مسلم لیگ کی مخلوط وزارت کے امکانات کم ہو گئے

مری ۹ رجولائی۔ معلوم ہؤا ہے کہ دستور یہ میں مختلف سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں نے کل مری کے گورنمنٹ ہاؤس میں متعدد دستوری مسائل پر بات چیت کی۔ ان میں ایک یونٹ اور ناجائز قوانین کو جائز قرار دینے کے مسئلے بھی شامل تھے۔ معلوم ہؤا ہے۔ کہ ان مذاکرات میں دستوریہ کے صدر میاں مشتاق احمد گورمانی وزیر اعظم مسٹر محمد علی وزیر خزانہ و اقتصادی امور چودھری محمد علی۔ وزیر قانون مسٹر حسین شہید سہروردی اور دفاع کے وزیر مملکت سردار امیر اعظم خاں کے علاوہ متحدہ محاذ کے یوسف علی چودھری۔ حمید الحق چودھری۔ عوامی لیگ کے عطاء الرحمٰن شیخ مجیب الرحمٰن اور ابو المنصور احمد۔ مسلم لیگ کے مسٹر محمد ایوب کھوڑو۔ وزیر اعلیٰ سندھ۔ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ اور سرحد کے وزیر تعلیم میاں جعفر شاہ نے حصہ لیا۔ اس بات چیت میں اور باتوں کے علاوہ ریاستوں اور قبائلی علاقوں سے ۸ نمائندوں کے انتخاب کے طریق کار۔ ناجائز قوانین کی توثیق۔ دوسرے اہم آئینی مسائل اور ایک یونٹ پر غور کیا گیا۔ معلوم ہؤا ہے۔ کہ ان نمائندوں کی ملاقات کل تیسرے پہر پھر ہو گی۔ اس ملاقات کے بعد مسلم لیگ متحدہ محاذ اور عوامی لیگ پارٹیوں کے الگ الگ اجلاس ہوئے۔

کل دستوریہ کا اجلاس نہیں ہؤا۔ اور مری میں تمام دن مختلف سیاسی گروپوں کے درمیان بعض ملکی مسائل پر تبادلہ خیالات ہؤا۔ ہمارے نمائندے کو معلوم ہؤا ہے۔ کہ کل ان سیاسی گروپوں نے جن امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ ان میں ایک یونٹ اور مرکز میں کولیشن وزارت کے قیام ایسے مسائل شامل تھے۔ جمعرات کی شام کو مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا ایک اجلاس ہؤا۔ جس میں ڈاکٹر خان صاحب نے خاص دعوت پر شرکت کی۔ پارٹی نے فیصلہ کیا۔ کہ ڈاکٹر خان صاحب شریک ممبر بنے بغیر پارٹی کے آئندہ اجلاس میں شرکت کر سکتے ہیں۔

کل سہ پہر پارٹی کا جو اجلاس ہؤا۔ اس میں ناجائز قوانین کو جائز قرار دینے اور مرکز میں کولیشن وزارت بنانے کے اہم مسائل پر بحث کی گئی۔ معلوم ہؤا ہے۔ کہ پارٹی کے ارکان کی اکثریت اس حق میں ہے۔ کہ مرکز میں کولیشن وزارت صرف متحدہ محاذ کے ساتھ نہ بنائی جائے۔ بلکہ عوامی لیگ بھی اس میں شامل کیا جائے تاکہ اگر متحدہ محاذ کا تعاون نہ بھی حاصل رہے۔ تو مرکزی وزارت برقرار رہ سکے۔

عبدالستار خاں نیازی کو پھر گرفتار کر لیا گیا

لاہور ۹ رجولائی۔ کل یہاں مولانا عبدالستار خاں نیازی کو بنگال ریگولیشنز کے تحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ معلوم ہؤا ہے کہ گرفتاری حکومت پاکستان کے حکم سے عمل میں آئی ہے۔ پنجاب اسمبلی کے سابق رکن مولانا نیازی کو جماعت احمدیہ کے خلاف تحریک کے دوران ۱۹۵۳ء میں مارشل لاء کے حکام نے انہیں موت کی سزا کا حکم دیا تھا۔ جسے مارشل لاء کے ناظم اعلیٰ نے ۱۴ برس قید میں تبدیل کر دیا تھا۔ اور پھر حکومت پاکستان نے قید کی میعاد کو مزید گھٹا کر تین برس کر دیا تھا، آپ حال ہی میں ہیبس کارپس درخواست کی بناء پر ہائیکورٹ لاہور کے حکم سے ضمانت پر رہا ہوئے تھے۔ مولانا نیازی نے مجلس دستور ساز کے حالیہ انتخابات میں بھی حصہ لیا تھا۔ مگر ناکام رہے۔ مزید اطلاع مظہر ہے۔ کہ کل ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی اور سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی نے ان سے ہیلرز میں گرفتاری کے وارنٹ کی تعمیل کرائی۔ اور انہیں بذریعہ کار منٹگمری پہنچا دیا گیا ہے۔

سجاد ظہیر کی ضمانت پر رہائی

کوئٹہ ۹ رجولائی۔ جوڈیشل کمشنر بلوچستان کی عدالت سے کل راولپنڈی مقدمہ سازش کے دو ملزمان سید سجاد ظہیر اور سابق بریگیڈیر محمد صادق ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔ دونوں اشخاص فیصلے کے وقت عدالت میں موجود تھے۔

چین کے دفاعی اخراجات

ٹیلا ۹ رجولائی۔ چین کے ۱۹۵۵ء کے بجٹ میں دفاعی امور کے لئے تین ارب ڈالر مختص کئے گئے ہیں۔ بجٹ کی کل مالیت ۱۲ ارب ۴۰ کروڑ ڈالر ہے۔ عسکری اخراجات کل بجٹ کا ۲۴ فی صد ہیں۔ پچھلے سال چین نے دفاعی امور پر ڈھائی ارب ڈالر خرچ کئے تھے۔

جہلم اور چناب میں سیلاب آگیا

جھنگ ۹ رجولائی معلوم ہؤا ہے۔ کہ دریائے جہلم اور چناب میں سیلاب آگیا ہے۔ ہیڈ تریموں سے آمدہ اطلاع کے مطابق چناب میں پانی کی سطح پانچ انچ اور جہلم میں چار انچ بلند ہو گئی ہے۔ دونوں دریاؤں کی طغیانی سے بالعموم متاثر ہونے والے لوگوں کو ضلع کے حکام نے آگاہ کر دیا ہے۔

شاہ سعود بھارت جائیں گے

نئی دہلی ۹ رجولائی۔ سعودی عرب کے شاہ سعود نے بھارت آنے کے لئے صدر جمہوریہ بھارت کی دعوت قبول کر لی ہے۔ بھارتی حکومت کو ان کی آمد کی تاریخ سے عنقریب مطلع کر دیا جائے گا۔

جماعت اسلامی کے ناظم خدمت خلق نے نوائے پاکستان کے ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا

لاہور ۸ رجولائی۔ شعبہ خدمت خلق جماعت اسلامی لاہور کے ناظم افتخار احمد تادسی نے نوائے پاکستان کے ایڈیٹر مرتضیٰ احمد خاں میکش۔ پرنٹر پبلشر حاجی برکت علی اور مولانا احمد علی (شیرانوالہ دروازہ) کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۵۰۰ کے ماتحت ایڈیشنل مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا ہے۔ یہ استغاثہ ایک مضمون کی اشاعت پر کیا گیا ہے۔ جس میں جماعت اور اس کے شعبہ خدمت خلق پر یہ الزام لگایا تھا کہ ان کو امریکہ سے امداد ملتی ہے۔

درخواست استغاثہ میں کہا گیا ہے کہ یہ مضمون جس میں غلط الزامات لگائے گئے ہیں اس غرض کے لئے شائع کیا گیا ہے کہ جماعت اسلامی کو عوام میں بدنام کیا جائے اور اس کے متعلق ان کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کئے جائیں نیز یہ مضمون اس وقت شائع کیا گیا ہے جبکہ بقر عید میں صرف ڈیڑھ ماہ کا عرصہ باقی ہے اس سے ان کی غرض یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے شعبہ خدمت خلق کو اس مالی امداد سے محروم کر دیا جائے جو قربانی کی کھالوں کی شکل میں اس کو عوام سے حاصل ہوتی ہے۔

(تسنیم ۸ رجولائی ۱۹۵۵ء)

امریکی کانگرس نے بیرونی امداد کا قانون منظور کر لیا

واشنگٹن ۹ رجولائی۔ امریکی کانگرس نے کل دوسرے ملکوں کی فوجی اور اقتصادی امداد کے لئے تین ارب ۲۸ کروڑ ۵۸ لاکھ ڈالر کا باہمی سلامتی کا پروگرام منظور کر لیا۔

اب یہ تحریک صدر آئزن ہاور کے پاس دستخط ہونے کے لئے جائے گی جو اس کو قانون بنا دیں گے۔ اس تحریک میں امریکہ کے امدادی پروگراموں کی میعاد ۳۰ جون ۱۹۵۶ء تک مقرر کی گئی ہے۔

سینیٹ نے یہ تحریک متفقہ طور پر منظور کی اور ایوان میں اس پر رائے شماری ہوئی جہاں ۱۲۰ نے اس کے خلاف اور ۲۷۴ نے اس کے حق میں رائے دی۔ اس سے پہلے اس تحریک پر ایوان نمائندگان اور سینیٹ کی امور خارجہ کی کمیٹیوں کے مشترکہ اجلاس نے ان اختلافات کو دور کر دیا تھا۔ جو ایوان اور سینیٹ کی الگ الگ منظور کردہ رقوم کے درمیان تھے۔

اب دونوں ایوان اس پروگرام کے لئے حکومت کو سرکاری رقوم خرچ کرنے کی منظوری دینے کے لئے ضروری کارروائی کریں گے۔

شمالی پنجاب میں بارش کا امکان

کراچی ۹ رجولائی۔ محکمہ موسمیات کی رپورٹ سے معلوم ہؤا ہے کہ آج مغربی پاکستان کے مختلف حصوں میں دن کا درجہ حرارت ۱۰۷ درجے تک گر گیا۔ لیکن اس کے برعکس مشرقی پاکستان میں ۶ درجے تک بڑھ گیا۔

آج ملک میں سب سے زیادہ گرمی نوکنڈی میں پڑی۔ جہاں کا درجہ حرارت ۱۱۵ درجے تھا۔ خیال ہے کہ مشرقی پاکستان میں دور دور تک (د) (م) بارش ہو گی۔ بالائی سرحد۔ بالائی کشمیر کی پہاڑیوں اور شمالی پنجاب میں گرج چمک کے ساتھ کہیں کہیں بارش ہو گی۔